۵؍ دسمبر ۱۹۱۳ء

خطبہ جمعہ

تشہد و تعوذ کی تلاوت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت پڑھی۔

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ لَا تَسْفِکُوْنَ دِمَآءَ کُمْ وَ لَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَکُمْ مِنْ دِیَارِ کُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَ اَنْتُمْ تَشْھَدُوْنَ (البقرۃ:۸۵)۔

اور پھر فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کامل احسان اور کامل فضل اور کامل رحمانیت سے مسلمانوں کو ایک کتاب دی ہے۔ اس کا نام قرآن ہے۔ میں نے اس کو سامنے رکھ کر بائیبل اور انجیل کو پڑھا ہے اور ژند اور اوستا کو پڑھا ہے اور ویدوں کو بھی پڑھا ہے۔ وہ اس کے سامنے کچھ ہستی نہیں رکھتے۔ قرآن بڑا آسان ہے۔ میں ایک دفعہ لاہور میں تھا۔ ایک بڑا انگریزی خوان، اس کے ساتھ ایک اور بڑا انگریزی خوان نوجوان تھا۔ ہم ٹھنڈی سڑک پر چل رہے تھے۔ اس نے مجھے کہا کہ قرآن کریم میں آتا ہے وَ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ

(القمر:١٨) مگر قرآن کہاں آسان ہے؟ میں نے کہا آسان ہے۔ ہم دوسری کتابوں کو جمع کرتے اور ان کی زبانوں کو سیکھتے تو پہلے ہمیں ان کتابوں کا ملنا مشکل اور پھران زبانوں کا سیکھنا مشکل اور پھران کو ایک زبان میں کرنا مشکل۔ پھر اس کی تفسیر کون کرتا۔ قرآن کریم نے دعویٰ کیا ہے۔ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (البينة:٤) جو کتاب دنیا میں آئی اور جو اس میں نصیحتیں ہیں ان تمام کا جامع قرآن ہے۔ باوجود اس جامع ہونے کے ایک ایسی زبان میں ہے جو ہر ایک ملک میں بولی جاتی ہے۔

قرآن کریم میں اتنی خوبیاں ہیں۔ پہلی کتابوں کی غلطیوں کو الگ کر کے ان کے مفید حصہ کو عمدہ طور پر پیش کیا ہے اور جو ضروریات موجودہ زمانہ کی تھیں ان کو اعلیٰ رنگ میں پیش کیا۔ اس کے سوا جتنے مضامین ہیں اللہ کی ہستی‘ قیامت‘ ملائکہ‘ کتب‘ جزاء سزا اور اخلاق میں جو پیچیدہ مسئلے ہیں‘ ان کو بیان کیا۔

جیسے کہ کوئی بدکار ہمارے مذہب پر ناپاک حملہ کرے تو اس کے مقابلے کے لئے فرمایا کہ ان کو گالیاں مت دو۔ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (الانعام:١٠٩) پھر وہ اللہ کو اپنی نادانی کے سبب گالیاں دیں گے۔ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ (الانعام:١٠٩) ہر ایک امت کے لئے وہ اعمال جو اس کے کرنے کے قابل تھے وہ اس کے سامنے خوبصورت کر کے پیش کئے گئے تھے۔ مگر پھر اندھوں کے لئے روشنی کا کیا فائدہ؟ میں نے اس کا مقابلہ دوسری کتابوں سے کیا ہے۔ انجیل کو دیکھو وہ تو اس سے شروع ہوتی ہے کہ فلاں بیٹا فلاں کا اور فلاں بیٹا فلاں کا۔ مگر قرآن کریم الحمد للہ سے شروع ہوتا ہے۔ اور انجیل کے اخیر میں لکھا ہے کہ پھر اس کو یہودیوں نے پھانسی دے دیا۔ ہماری کتاب کے آخر میں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ (الناس:٢،٣) لکھا ہے۔

بڑا افسوس ہے کہ مسلمانوں کے پاس ایک ایسی اعلیٰ کتاب ہے مگر وہ عملدر آمد کے لئے بڑے کچے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر کوئی کسی کی انگل بھر زمین ظلم سے لے لے گا تو قیامت کے دن سات زمینیں اس کے گلے کا طوق ہوں گی مگر اس پر کوئی عمل نہیں ہے۔ اسی طرح معاملات میں دیکھا جاتا ہے کہ ایک آدمی رات بھر سوچتا رہتا ہے کہ کسی کے گھر روپیہ ہو تو اس سے کسی طریقہ سے لیا جاوے۔ پھر اگر کسی نہ کسی طریقہ سے لے لیتے ہیں تو پھر واپس دینے میں نہیں آتے۔ اسی طرح زنا‘ لواطت‘ چوری‘ جھوٹ‘ دغا‘ فریب سے منع کیا گیا تھا مگر آجکل نوجوان اسی میں مبتلا ہیں۔ اسی طرح تکبر اور بے جا غرور سے منع فرمایا تھا۔ لیکن اس کے برخلاف میں دیکھتا ہوں کہ اگر کسی کو کوئی عمدہ بوٹ مل جاوے تو وہ اکڑتا ہے اور دوسروں کو پھر کہتا ہے ’او بلیک مین‘ (O, black man!)۔ دوسروں کی تحقیر

کرتا ہے اور بڑا تکبر کرتا ہے۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے مدینہ کو تشریف لے گئے تو مکہ میں تو آپ کو بہت سی سہولتیں تھیں۔ مکہ میں آپؐ کے چھوٹے' بڑے' بوڑھے' ادھیڑ ہر قسم کے رشتہ دار بھی تھے اور آپ کے حمایتی بھی وہاں بہت تھے۔ مکہ میں آپؐ کے دوست غم خوار بھی تھے اور آپ دشمنوں کو خوب جانتے تھے اور ان کی منصوبہ بازی کا آپ کو خوب علم ہو جاتا تھا اور آپؐ ان کی چالاکیوں اور اپنے بچاؤ کے سامان کو جانتے تھے۔ تو جب آپؐ مدینہ شریف میں تشریف لائے تو آپ کو اس دشمن کی شرارت کا کچھ علم نہ ہوتا تھا اور پھر آپؐ کے یہاں اور بھی دشمن تھے۔ بنو قینقاع اور بنو قریظہ اور بنو نضیر آپؐ کے دشمن تھے اور پھر جہاں آپ اترے تھے وہاں ابو عامر راہب جو بنی عمرو بن عوف میں سے تھا اس کا جتھا آپؐ کا دشمن تھا۔ یہود چاہتے تھے کہ ایران کے ساتھ مل کر ان سے آپ کو ہلاک کروا دیں اور عیسائی قیصر کے ساتھ ملنا چاہتے تھے اور انہوں نے اپنے ساتھ غطفان اور فزارہ کو بھی ملا لیا تھا۔ یہ نو مشکلات آپ کو تھیں۔

اس سے بڑھ کر یہ کہ یہاں منافقوں کا ایک گروہ بھی پیدا ہو گیا تھا۔ ان منافقوں نے عجیب عجیب کارروائیاں کیں۔ وہ آپؐ کے پاس بھی آتے تھے اور آپؐ کے دشمنوں کے پاس بھی جاتے تھے۔

اور بارہویں بات جو اس سے بھی سخت تھی وہ یہ کہ مکہ والے ان پڑھ تھے اور وہ بے قانون تھے۔ ان کا مقابلہ صرف عقل سے ہی تھا۔ مگر یہاں تمام اہل کتاب پڑھے لکھے ہوئے تھے اور ان کے پاس بڑی بڑی کتابیں تھیں۔ تورات اور انجیل اور اس کے سوا اور بھی کتابیں ان کے پاس تھیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوچا کہ مدینہ میں مشکلات بہت ہیں اس لئے آپؐ نے عیسائیوں اور مشرکوں سے معاہدہ کروا لیا کہ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ آپس میں خونریزی نہ کرنا۔ وَ لَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ایک دوسرے کو اپنے ملک سے نکالنا نہیں۔ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ تم نے اقرار تو کیا۔ وَ اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ اور تم گواہی دیتے ہو۔

جیسے تم نے ہمارے ہاتھ پر اقرار کیا۔ کہنا تو آسان تھا۔ مگر معاملات میں دین کو دنیا پر مقدم کر کے دکھلانا (مشکل) ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ پھر تم وہی ہو کہ تم نے وعدہ تو کیا مگر ایفاء نہ کیا اور تم خونریزی کرتے ہو۔ وَ تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ اور تمہیں اس سے منع کیا تھا کہ کسی کو اپنے گھر سے نہ نکالنا مگر تم ان کو ان کے گھروں سے باہر نکالتے ہو۔ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ ان کی پیٹھ بھرتے ہو ظلم اور زیادتی سے۔ کبھی کبھی کوئی نیک کام بھی کر لیتے ہو۔ وَ اِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ۔ اگر کوئی قیدی آ

جائے تو اسے چھڑا دیتے ہو حالانکہ تمہیں اس سے منع کیا گیا تھا اَفَتُؤمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ کتاب کے بعض حصے پر تو ایمان لاتے ہو اور بعض سے انکار کرتے ہو۔ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذَالِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ تم تو دنیا کی عزت بڑھانے کے واسطے ایسا کرتے ہو مگر پھر ایسوں کی جزاء یہ ہے کہ وہ ذلیل ہوں گے۔ آخرت کی ذلت تو ہو گی ہی۔

وہ دنیا میں بھی ذلیل ہوں گے اور سخت ذلت اٹھائیں گے اور ان کو سخت سے سخت عذاب ملے گا اور آخرت میں بھی ان کو سخت عذاب میں دھکیلا جائے گا۔

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْلَمُوْنَ۔ اللہ تمہاری کرتوتوں سے غافل نہیں ہے۔

اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ورلی زندگی کو آخرت میں پسند کرتے ہو۔

فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ تم سے عذاب کی تخفیف نہ ہو گی اور تمہیں مدد الٰہی بھی نہیں ملے گی۔

غور کر لو۔ فکر کر لو۔ اپنی بہتری کے لئے سوچ لو۔

(الفضل جلد ۱ نمبر ۲۶-- ۱۰/ دسمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵)

☆-☆-☆-☆